احمدیت اسلام کی روحانی جنگ لڑ رہی ہے

عیسائیت کے خلاف جنگ کا فیصلہ افریقہ کی سرزمین میں ہوگا

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳؍ جولائی ۱۹۷۰ء بمقام سعید ہاؤس ایبٹ آباد)

تشہّد وتعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی بڑی غرض یہ ہے کہ تمام اقوامِ عالم کو اسلام کی حسین تعلیم کا گرویدہ بنا کر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مضبوط رشتہ روحانی کو جوڑ دیں۔ اس نقطہ نگاہ سے ہر احمدی بوڑھے، جوان، بچے اور عورت کو دنیا پر نگاہ ڈالنی چاہیئے کہ ہم نے انشاء اللہ بنی نوع انسان کے دلوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جیتنا ہے۔

جب ہم مذہبی نقطہ نگاہ سے دنیا پر نظر ڈالتے ہیں تو جو نقشہ ہمارے سامنے آتا ہے وہ یہ ہے کہ دنیا کا ایک بہت بڑا حصہ دہریت اور الحاد کا شکار ہو چکا ہے مثلاً روس ہے یہ ایک بہت بڑا ملک ہے روسی نہ صرف یہ کہ خدا کو بھلا بیٹھے ہیں بلکہ ایک وقت میں انہوں نے یہ دعویٰ بھی کیا تھا کہ وہ زمین سے (نعوذ باللہ) اللہ کے نام کو اور آسمان سے اس کے وجود کو مٹا دیں گے۔

ضمناً مَیں یہ بھی بتا دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس مشہور "Iron Curtain" (آئرن کرٹن) میں ہماری خاطر شگاف ڈال دیا ہے اور کمیونسٹ ممالک میں لوگ احمدی ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ ایک یوگوسلاوین ڈاکٹر آصف جب مَیں دورہ پر گیا ہوں مجھے زیورک میں ملے۔ چند دن تک وہ وہیں رہے۔ نہایت شریف اور ذہین آدمی ہیں میڈیسن کے ڈاکٹر ہیں لیکن اٹامک ریسرچ میں بھی انہیں مہارت ہے لیکن اس کے تشخیص والے حصے میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ پہلے

میرا خیال تھا کہ چونکہ اٹامک انرجی کے ذریعہ علاج ہونے لگ گیا ہے شاید وہ اس میں دلچسپی لیتے ہوں گے اس لئے دس پندرہ منٹ مَیں نے ان سے گفتگو کی اور بتایا کہ یہ تو ایک غیر فطری علاج ہے جس کی طرف اب دنیا جارہی ہے چنانچہ اس کے متعلق جو دلائل اس وقت میرے ذہن میں آئے وہ میں نے انہیں بتائے وہ چپ کر کے خاموشی سے میری باتیں سنتے رہے پھر جب میں خاموش ہوا تو وہ کہنے لگے مجھے اس علاج والے حصہ سے کوئی دلچسپی نہیں ہے صرف تشخیص والے حصہ سے مجھے دلچسپی ہے۔ چند سال ہوئے وہ احمدی ہوئے تھے پھر وہ واپس اپنے ملک یوگوسلاویہ گئے وہاں انہوں نے تبلیغ شروع کردی اور اب وہاں ان کے ذریعہ ایک جماعت قائم ہوگئی ہے۔ اسی طرح پولینڈ میں بھی چند آدمی احمدی ہو چکے ہیں۔ چیکوسلاویکیہ ہماری جماعت کے ساتھ بڑی دلچسپی لے رہا ہے میں بڑا حیران ہوا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے نام دنیا سے مٹانا چاہتے تھے مگر اکرہ (گھانا) میں مسجد کے سنگ بنیاد کے موقعہ پر اور سفراء جو مسلمان تھے وہ تو آئے ہی تھے لیکن چیکوسلاویکیہ کا سفیر وہاں موجود تھا وہ ہمارے کاموں میں بڑی دلچسپی لے رہا تھا۔ اکرہ میں ہمارے قیام کے دوران میں جو بھی Function (فنکشن) ہوا اس میں چیکوسلاویکین سفیر شامل ہوتا رہا۔ ایک ایسی جماعت میں دلچسپی لینا جس کے متعلق اسلام کہتا ہے کہ انسان کی ملکیت ہی نہیں ''اَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ'' (الجنّ:۱۹) یہ اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے۔ ایک ایسی عمارت میں دلچسپی لینا جس میں پانچ وقت اللہ تعالیٰ کا نام بلند ہوتا اور اس کی عظمت و کبریائی کا اقرار کیا جاتا ہے اس کے سنگِ بنیاد کی تقریب میں ایک ایسے ملک کے سفیر کا شامل ہونا جو دنیا سے اللہ تعالیٰ کا نام مٹانا چاہتے تھے معنی رکھتا ہے۔ مَیں اس کی تفصیل میں اس وقت نہیں جاسکتا۔

بہرحال دنیا کا ایک بڑا علاقہ ایسا ہے جہاں دہریت اور الحاد کی حکومت ہے اگرچہ یہ صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس "Iron Curtain" (آئرن کرٹن) میں ہمارے لیے شگاف پیدا کردیا ہے اور ہم ان علاقوں میں داخل ہو چکے ہیں مگر یہ ابھی ابتداء ہے اس کی انتہاء یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے ''میں اپنی جماعت کو رشیا کے علاقہ میں ریت کی مانند دیکھتا ہوں۔'' (تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ ۶۹۱) یہ آپ کی کشف ہے لیکن اس انتہا کی

طرف اشارہ کرتا ہے جس کے متعلق میں اس وقت بات کر رہا ہوں۔ اسی طرح چین ہے وہاں سے بھی مذہب کو نکال دیا گیا ہے اور اس کی جگہ دہریت اور الحاد آ گیا ہے۔ (یورپ کے بعض ممالک میں بھی یہی حالات ہیں) مگر یہ تو وہ علاقے ہیں جہاں حکومت اور عوام نے اعلان کر دیا کہ مذہب سے ان کا کوئی تعلق واسطہ نہیں۔

علاوہ ازیں دنیا کے بہت بڑے علاقے ایسے ہیں جن پر عیسائیت کا لیبل لگا ہوا ہے۔ مثلاً عام گفتگو میں آپ کہیں کہ سارا یورپ عیسائی ہے عام گفتگو میں آپ کہیں گے کہ انگلستان ایک عیسائی ملک ہے عام گفتگو میں آپ کہیں گے کہ آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ عیسائی ممالک ہیں۔ عام گفتگو میں آپ کہیں گے کہ کینیڈا اور یونائیٹڈ سٹیٹس آف امریکہ عیسائی ممالک ہیں عام گفتگو میں آپ کہیں گے کہ جنوبی امریکہ (جس میں بہت سے ممالک ہیں) عیسائی ملک ہے اسی طرح افریقہ کے بعض حصوں کے متعلق آپ کہیں گے کہ یہ عیسائی ممالک ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ عیسائی ممالک نہیں ہیں البتہ کسی وقت یہ عیسائی ممالک ہوا کرتے تھے۔ اب مثلاً یورپ ہے یورپ میں اللہ تعالیٰ کے فرشتوں نے تثلیث کو ختم کر دیا ہے یعنی گرجا کے ساتھ انہیں کوئی دلچسپی نہیں رہی البتہ ان قوموں پر عیسائیت کا لیبل لگا ہوا ہے۔ آپ نے کبھی خواب میں بھی نہیں دیکھا ہوگا آپ اپنے تصور میں بھی نہیں لا سکتے کہ کسی مسجد کے سامنے For Sale (فار سیل) کا بورڈ لگا ہوا ہو یعنی یہ مسجد قابلِ فروخت ہے۔ لیکن خود میری ان آنکھوں نے لندن کے بعض گرجوں کے سامنے For Sale (فار سیل) کا بورڈ لگا ہوا دیکھا ہے دوسری مصروفیات کی وجہ سے مجھے اکثر باہر نکلنے کا کم ہی موقعہ ملتا تھا لیکن جب کبھی میں موٹر میں باہر نکلتا اور کہیں گرجا نظر آتا خصوصاً اتوار کے روز تو مَیں یہ دیکھنے کی کوشش کرتا کہ مجھے اندر جانے والے یا باہر نکلنے والے نظر آ جائیں اور مَیں یہ معلوم کر سکوں کہ وہ کس عمر یا کس ٹائپ کے لوگ ہیں۔

جب مَیں ۱۹۶۷ء میں وہاں گیا تھا تو اس وقت ایک موقعہ پر ہماری کار ایک گرجے کے سامنے سے ایسے وقت گزری جب کہ پرستش کرنے کے بعد عیسائی گرجا سے باہر نکل رہے تھے چنانچہ میں یہ دیکھ کر حیران ہو گیا کہ اگر مَیں بہت ہی محتاط اندازہ لگاؤں تو یہ ہوگا کہ ان میں ۹۰ فیصد لوگ ساٹھ سال سے بڑی عمر کے تھے اور بمشکل ۵ فیصد لوگ ساٹھ سال سے کم عمر کے

تھے۔ اس طرح نوجوانوں کی گویا تین نسلیں سمجھنی چاہئیں یعنی اگر ہر ایک نسل ۲۰ سال کی ہو تو پچھلی تین نسلیں ایسی ہیں جنہیں عیسائیت سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ پھر یہ بھی دیکھیں کہ انگلستان ایک عیسائی مملکت کہلاتی ہے مگر عجیب عیسائی مملکت ہے کہ وہاں کی ملکہ کو سوڈومی (Sodomy) بل پر مجبوراً دستخط کرنے پڑے۔ ۱۹۶۷ء میں ایک دفعہ ایک پادری نے تھوڑی سی شوخی دکھائی تھی اگرچہ وہ بڑے ادب سے بات کرتا تھا لیکن مجھے اس کی باتوں میں ہلکی سی شوخی کی بُو آئی۔ اس کا جواب مَیں نے یوں دیا کہ مجھے تم لوگوں پر رحم آتا ہے۔ اس کے سوال اور میرے جواب میں بظاہر کوئی تعلق نہیں تھا لیکن مَیں تو اسے جھنجھوڑنا چاہتا تھا۔ وہ حیران ہوکر میری طرف دیکھنے لگ گیا کہ مجھے اُن پر کیوں رحم آتا ہے؟ مَیں نے اسے کہا کہ مجھے تم پر اس لئے رحم آتا ہے کہ جسے تم نے "Defender of Faith" (ڈیفنڈر آف فیتھ) قرار دے رکھا ہے (عیسائیت نے انگلستان کے بادشاہ یا ملکہ کو ''محافظ عیسائیت'' کا لقب دے رکھا ہے) وہ مجبور ہوئی۔ سوڈومی (Sodomy) بل پر دستخط کرنے کے لئے۔ اس سے زیادہ تمہاری قابلِ رحم حالت اور کیا ہوسکتی ہے؟

بہرحال یہ عیسائی ممالک تو کہلاتے ہیں مگر ان میں عیسائیت نہیں ہے کسی وقت تھی مگر اب انہیں پتہ ہی نہیں کہ عیسائیت کسے کہتے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ وہاں بہت سے پادری ہیں یہ اور بعض دوسرے لوگ عیسائیت پر دیانتداری سے ایمان رکھتے ہوں گے ہم بدظنّی نہیں کرتے اور کسی کو تثلیث جیسے نامعقول عقیدے پر دیانتداری سے ایمان نہیں۔ ٹھیک ہے ہزاروں ہوں گے اور کروڑوں کی آبادیوں میں شاید لاکھوں بھی ہوں جو دیانتداری سے سمجھتے ہوں کہ تثلیث عیسائیت اور کفارہ کا مسئلہ صحیح ہے لیکن بڑی بھاری اکثریت ایسی ہے جنہیں عیسائیت سے کوئی دلچسپی نہیں صرف نام کے عیسائی ہیں اور بس۔ کبھی گرجا چلے گئے کبھی نہ گئے۔ مذہب کی جو غرض ہے وہ بالکل مفقود ہے۔

اس وقت جہاں عیسائیت کا کچھ Hold (ہولڈ) مجھے نظر آتا ہے (ہوسکتا ہے میرا اندازہ غلط ہو) لیکن جہاں تک مَیں نے سوچا ہے مجھے اس زمین پر عیسائیت کی تین Pockets (پاکٹس) نظر آتی ہے۔ ایک سپین ہے وہاں ابھی تک Catholicism (کیتھولک ازم) کا Hold (ہولڈ) ہے اور کسی وقت تو اتنی سخت گرفت تھی کہ وہ دوسرے عیسائی فرقوں کو گرجے

اور دوسری عبادت گاہیں بنانے کی بھی اجازت نہیں دیتے تھے۔ ابھی چند سال ہوئے انہوں نے کچھ نرمی کی ہے۔ ہمارا ڈرائیور پروٹسٹنٹ تھا وہ بڑے غصّے سے کہتا تھا کہ ایسے باربیرین دنیا میں کبھی پیدا نہیں ہوئے کیونکہ ان پر انہوں نے پابندیاں عائد کر رکھی ہیں۔

بہر حال کیتھولکس عیسائیت کا ایک فرقہ ہے اور سپین میں اس کا قوم پر کچھ نہ کچھ Hold (ہولڈ) ہے۔ اس کے علاوہ جنوبی امریکہ ہے وہاں بھی سپین اور پُرتگال کے لوگ گئے ہوئے ہیں اور وہاں یہی سپینش زبان بولتے ہیں اور غالباً اسی وجہ سے ان کے دماغ پر بھی اور ان کی زندگیوں پر بھی عیسائی مذہب کا ایک حد تک Hold (ہولڈ) ہے لیکن آج دنیا میں عیسائیت کی دوسرے مذاہب سے جو جنگ ہو رہی ہے اس میں سپین کا اگر کوئی حصہ ہے تو بہت معمولی اور جنوبی امریکہ کا غالباً کوئی حصہ نہیں ہے۔ شاید کچھ پیسے وغیرہ ان سے لے لیتے ہوں گے۔ اس جنگ میں وہ اس طرح شریک نہیں کہ وہ فرنٹیئر یعنی محاذ پر آ کر اسلام کے مقابلے میں کھڑے ہوں۔ پادری ابھی یورپ سے ہی جا رہے ہیں مثلاً بلجیم، ہالینڈ، اٹلی اور فرانس ہیں۔ یہ عیسائیت کی پاکٹس رہ گئی ہیں۔ ان ملکوں کی اکثریت تو میرے نزدیک عیسائی نہیں رہی لیکن بہر حال ان ممالک میں عیسائیت کی سٹرانگ پاکٹس ہیں۔ وہاں افریقہ میں ان ملکوں کے پادری جا رہے ہیں ممکن ہے کچھ سپین کے بھی ہوں۔

فکر اور تدبّر کرنے والے عیسائی پادری میرے نزدیک اس نتیجہ پر پہنچ چکے ہیں کہ اسلام کے ساتھ آخری معرکہ افریقہ میں ہے اور اب وہاں بڑا زور دے رہے ہیں۔ انگلستان میں گرجے برائے فروخت اور افریقہ میں نئے گرجے بنوا رہے ہیں۔ پس اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کی توجہ کا مرکز اس وقت انگلستان یا یورپی ممالک نہیں بلکہ افریقہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے وقت مختلف عیسائی پادریوں کی جو بین الاقوامی کانفرنسیں ہوا کرتی تھیں ان میں وہ بیان دیا کرتے تھے (اور وہ چھپے ہوئے ہیں ہمارے پاس ان کے حوالے موجود ہیں) کہ افریقہ ان کی جیب میں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے وقت افریقہ عیسائیوں کے خیال میں ان کی جیب میں تھا پھر اس کے بعد حالات بدلے اللہ تعالیٰ نے فضل اور رحم کیا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے اور وہ افریقہ جو عیسائیت کی جیب میں تھا

(ذمہ دار پادریوں اور بشپس کے حوالے موجود ہیں کہ افریقہ ان کی جیب میں ہے) اس کے متعلق انہوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ یہ بات مشتبہ ہے پتہ نہیں یہ برّ اعظم عیسائیت کی جیب میں آتا ہے یا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علَم کے نیچے جمع ہو جاتا ہے۔ چنانچہ وہ ففٹی۔ففٹی چانس کی باتیں کرنے لگے۔ پھر جب ہماری تبلیغی مہم اور تیز ہوئی تو انہوں نے بین الاقوامی کانفرنسوں میں یہ بیان دیئے ہیں کہ اگر وہ ایک افریقن کو عیسائی بناتے ہیں تو احمدی دس افریقنوں کو مسلمان بنا لیتے ہیں چنانچہ انہوں نے ایک اور دس کی نسبت سے اسلام کی فتح اور عیسائیت کی شکست تسلیم کر لی۔

پھر جنہیں وہ عیسائی بناتے ہیں ان کی حالت یہ ہے کہ بلجیم کے ایک پادری افریقہ کے ایک ملک میں ۵۲ سالہ تبلیغ کرنے کے بعد بوڑھے ہو کر واپس جا رہے تھے ہمارے ایک مبلّغ بھی Courtesy call (کرٹسی کال) کے طور پر اس سے ملنے گئے اور اتفاق کی بات تھی کہ وہاں اس وقت اور کوئی نہیں تھا۔صرف وہ تھا یا ہمارا مبلّغ تھا۔ بے تکلفانہ باتیں شروع ہو گئیں۔ وہ عیسائی پادری کہنے لگا کہ سچی بات یہ ہے کہ میرے ۵۲ سالہ تجربہ اور کوشش کا نچوڑ یہ ہے کہ اس عرصہ میں مَیں نے صرف ایک آدمی کو عیسائی بنایا ہے ویسے ہزاروں پر مَیں نے عیسائیت کے لیبل لگائے ہیں لیکن مجھے پتہ ہے کہ وہ عیسائی نہیں ہیں کوئی ہم سے دُودھ لینے کی خاطر عیسائی ہوا ہے کوئی ہم سے تعلیم حاصل کرنے لئے عیسائی بنا ہے کوئی نوکری کی خاطر عیسائی ہو گیا ہے کوئی گندم اور دوسری غذائی ضرورتوں کی خاطر عیسائی بنا ہے مجھے پتہ ہے کہ وہ عیسائی نہیں ہیں ہمارے مال اور دولت میں انہیں دلچسپی ہے عیسائیت میں انہیں دلچسپی نہیں ہے لیکن ایک آدمی کے متعلق مجھے علم ہے کہ وہ دل سے عیسائی ہوا ہے۔ ہمارے مبلّغ نے اس سے کہا کہ ہم تو ہزاروں تم میں سے کھینچ کر مسلمان بنا چکے ہیں جن کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ زندہ تعلق ہے اور ان کے متعلق ہم علیٰ وجہ البصیرت کہہ سکتے ہیں کہ وہ پختہ مسلمان ہیں اللہ تعالیٰ سے پیار کرنے والے ہیں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن واحسان کا ذاتی مشاہدہ کر کے آپ سے انتہائی محبت کرنے والے ہیں اور یہ ایک حقیقت ہے۔ ہم نے بھی وہاں اس قسم کے بہت نظارے دیکھے ہیں۔

بہرحال مذہبی نقطہ نگاہ سے دنیا کا جو نقشہ ہمارے سامنے ہے وہ یہ ہے کہ بعض علاقوں میں

تو ان اقوام نے اعلان کردیا کہ وہ عیسائی نہیں وہاں تو دہریت اور الحاد کا زور ہے۔ یہ ہمارے لئے ایک علیحدہ محاذ ہے۔ اس کے متعلق میں کسی اور خطبہ میں بیان کروں گا دنیا کا ایک علاقہ اور یہ بہت بڑا علاقہ ہے اس میں ہمیں یا تو نام کے عیسائی نظر آتے ہیں یا دہریہ ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ ہم عیسائی نہیں ہیں لیکن عیسائیت کا نام ان ملکوں میں ہے اور جہاں عیسائیت کا کافی Hold (ہولڈ) ہے وہ سپین اور جنوبی امریکہ کے علاوہ افریقہ کا برِّ اعظم ہے جہاں اسلام اور عیسائیت کے درمیان جنگ لڑی جارہی ہے۔

اگر دنیا کا یہ نقشہ صحیح ہو اور میرے نزدیک صحیح ہے تو اس لحاظ سے جماعت احمدیہ پر یہ زبردست ذمہ داری عائد ہوجاتی ہے کہ اس محاذ پر عیسائیوں کو شکست دے۔ وہاں افریقہ میں بھی عیسائیوں کا یہ حال ہے کہ ہمارے ایک دوست نے مجھے بتایا کہ پہلے شہروں اور قصبوں میں پڑھے لکھے لوگوں میں ان کی تبلیغ کا بڑا زور تھا لیکن جب سے ہم آئے ہیں یہ اب Bush (بُش) میں چلے گئے ہیں وہ دوست اپنی طرف سے تو یہ کہہ رہے تھے کہ اب ہم کیا کریں؟ میں نے انہیں فوراً کہا Follow them to the Bush تم بھی Bush میں جا کر ان کا پیچھا کرو انہیں یہاں بھی ٹکنے نہیں دینا۔

عیسائیت اسلام کے خلاف جنگ لڑ رہی ہے۔ یہ صحیح ہے لیکن یہ افریقہ کے معاشرہ پر اثر انداز نہیں ہوئی۔ مَیں پہلے بھی بتا چکا ہوں۔ ابھی آٹھ دس دن ہوئے رپورٹ آئی ہے کہ ہمارے چلے آنے کے بعد کماسی میں ایک بہت بڑا عیسائی پیراماؤنٹ چیف مرگیا وہ خود عیسائی اور اس کے حلقہ اثر میں ہزاروں کی تعداد میں عیسائی لیکن اس پیراماؤنٹ چیف کے مرنے پر جس طرح بدمذہب والے یعنی مشرک دفن کیا کرتے تھے وہی رسوم شروع ہوگئیں۔ مرنے والا بھی عیسائی اس کے علاقے میں اس کے ماتحت جو تھے ان میں سے بڑی بھاری اکثریت عیسائیوں کی لیکن رسوم جاہلیت کی اور انکے مطابق اسے دفنایا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ عیسائیت نے لیبل لگا دیا ہے لیکن معاشرہ میں کوئی تبدیلی نہیں پیدا کی۔ اس کے مقابلے میں (دنیا ویسے آگے نکل گئی ہے ہمیں وہی آواز پیاری ہے جو حضرت بلالؓ کی تھی) ہزاروں کی تعداد میں ہم نے عیسائیوں میں سے بھی اور مشرکوں میں سے بھی مسلمان بنائے ہیں اور ان کے سینے اللہ کے

نور سے منور ہیں۔ وہ ’’اَسْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰـهَ‘‘ کہنے والے نہیں بلکہ ’’اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰـهَ‘‘ کہنے والے ہیں یعنی ان کا عربی کا تلفظ بھی صحیح ہے۔ وہ عربی کے ساتھ تعلق رکھنے میں بھی جنونی ہیں۔ احمدیت اور اسلام سے انہیں جو پیار ہے وہ تو ہے ہی لیکن عربی زبان سے بھی وہ عشق رکھتے ہیں۔ انہیں عربی بولنے کا بڑا شوق ہے چنانچہ وہاں کئی علاقوں میں عربی بولی جاتی ہے۔ کماسی سے قریباً دواڑھائی سومیل دُور گھانا کے بارڈر پر واقع ہماری وآ (Wa) کی جماعتیں ہیں۔ کچھ وقت کم تھا کچھ وہاں کے حالات مثلاً سڑکوں اور سفر کی دوسری سہولتوں کا علم نہیں تھا اور پھر Briefing (بریفنگ) ناقص تھی چنانچہ ہمارا پروگرام یہ طے پایا کہ کماسی سے صبح ٹیچی مان جو ستّر میل کے فاصلے پر تھا وہاں جائینگے اور پھر واپس آ جائیں گے۔ کماسی میں وآ کے دو سو نمائندے آ گئے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وہاں ہماری کتنی جماعتیں ہوں گی یعنی مختلف جماعتوں کے دوسو نمائندے اکٹھے ہو کر آ گئے اور مشکل یہ پیدا ہوگئی کہ ان کی اپنی لوکل زبان تھی جو کماسی کی زبان سے بالکل مختلف تھی اگر میری تقریر کا کماسی کی زبان میں ترجمہ ہوتا تو وہ بالکل سمجھ ہی نہیں سکتے تھے۔ چنانچہ میں نے دوستوں سے مشورہ کیا۔ کہنے لگے کہ اگر آپ انگریزی میں بولیں گے تو ان میں سے ۵۔۱۰ فیصد سمجھ جائیں گے لیکن ۹۰ فیصد بالکل نہیں سمجھیں گے اور پھر انگریزی تقریر کی صورت میں ان کی لوکل زبان میں ترجمہ کرنے والا بھی کوئی نہیں لیکن اگر آپ عربی میں بولیں تو یہ انگریزی سے زیادہ عربی سمجھ جائینگے۔ ہماری وہاں کی جماعتوں کے ایک پریذیڈنٹ بھی اس وفد میں شامل تھے وہ عربی اچھی جانتے تھے وہ کہنے لگے کہ میں آپ کی عربی تقریر کا اپنی لوکل زبان میں ترجمہ کردوں گا چنانچہ وہاں مجھے مختصراً عربی میں تقریر کرنی پڑی۔ میں آپ کو یہ بتا رہا ہوں کہ انہیں عربی سے بڑا پیار ہے اس علاقے کے لوگ ہماری طرح کی پگڑیاں باندھتے ہیں ہماری نقل میں نہیں بلکہ ویسے ہی ان کا پرانا رواج ہے۔ کُلّاہ غالباً نہیں ہوتا۔ اپنی ٹوپی پر پگڑی باندھتے ہیں لیکن ہمارے ملک کی طرح طُرّہ نکلا ہوا اور بالکل یہی شکل ہوتی ہے۔ وہ بڑے اچھے اور سادہ لوگ تھے۔ ہمارے جو دوست احمدی ہوتے ہیں یہ صحیح ہے کہ شروع میں بعض میں کمزوری ہوتی ہوگی کیونکہ ولی بن کر تو اس نے احمدی نہیں ہونا بلکہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے احمدی ہو کر ولی بنے گا۔ اس کے لئے لمبے عرصہ تک تربیت کرنے کی

ضرورت ہے بہر حال وہ لوگ بڑے مخلص احمدی ہیں۔ ہمارے ایک نوجوان ناتجربہ کار مبلّغ نے ہمارے نائیجیریا کے پریذیڈنٹ جن کا نام بکری ہے ان کے ساتھ موٹر میں بیٹھے ہوئے کوئی بدتمیزی کردی۔ بکری صاحب کا ایک بیٹا وہاں کی ہائیکورٹ کا جج بھی ہے اور مخلص احمدی (نائیجیریا کے دو مسلمان جج ہیں اور دونوں احمدی ہیں۔ ایک ہمارا احمدی ہے اور ایک باغیوں میں سے احمدی ہے بہرحال وہ بھی اپنے آپ کو احمدی ہی کہتے ہیں) بکری صاحب نے جو اس مبلغ کو جواب دیا اس سے پتہ لگتا ہے کہ بدتمیزی کی ہے۔ میں ایک پرانا احمدی ہوں اور احمدیت میرے رگ وریشہ میں رچی ہوئی ہے۔ مجھ پر تمہاری اس بات کا کوئی اثر نہیں لیکن میں تمہیں یہ بتا دیتا ہوں اگر تم نے نوجوانوں کے سامنے ایسی بات کی تو ان کو احمدیت سے دور لے جانے کے تم ذمہ دار ہوگے۔ وہ لوگ احمدیت کے عاشق اور بڑی قربانیاں کرنے والے ہیں ان کا جو کیریکٹر ہے اور ان کی جو عادتیں ہیں وہ اتنی اچھی اور خوبصورت ہیں کہ مجھے بعض دفعہ فکر پیدا ہوتی ہے کہ وہ کہیں ہم سے آگے نہ نکل جائیں۔ اللہ تعالیٰ کا ہمارے ساتھ کوئی رشتہ تو نہیں کہ جو مرضی ہم کریں اور وہ ہمارے اوپر مہربان رہے اور دوسرے اس کی راہ میں زیادہ قربانیاں دینے والے، اس کے زیادہ عاشق اور اس سے زیادہ محبت کرنے والے ہوں اور وہ انہیں بھلا دے یہ تو نہیں ہوسکتا۔ وہاں جو نسل اس وقت پرورش پا رہی ہے وہ بڑی سنجیدہ ہے حالانکہ تعلیمی لحاظ سے بڑے پیچھے ہیں لیکن اس کے سوا کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ قوم سعید فطرت لیکر پیدا ہو رہی ہے (دنیوی لحاظ سے بھی) مثلاً کوئی بچہ سڑک پر نہیں آئے گا۔ وہاں ڈرائیور کو کوئی خدشہ نہیں ہوتا کہ وہ کسی انسان کو Knock down کردے گا اور اسے مصیبت پڑ جائے گی اور اسی واسطے وہ بالعموم ستّر اسّی میل کی رفتار سے کار چلاتے ہیں چنانچہ ہم نے بوؔ(Bo) سے سیرالیون تک ۱۷۰ میل کی مسافت سوا تین گھنٹے میں طے کی۔ کوئی آدمی سڑک پر نہیں آتا۔ سڑک کے کنارے سے سات آٹھ سال کے بچے 'کُداڑے' لگا رہے ہوتے ہیں مگر کیا مجال ان میں سے کوئی سڑک پر آجائے وہ سڑک کے کنارے یا دکانوں کے پاس رہتے ہیں مگر جہاں سے ٹریفک گزر رہی ہوتی ہے وہاں بالکل نہیں جاتے۔ ان کی سنجیدگی کا یہ حال ہے کہ ایک چھوٹی افریقن بچی جسے ہم نے اپنی بیٹی بنایا ہے (اس کا باپ راضی ہوگیا تھا۔ اسے ہم ساتھ تو لا نہیں سکتے تھے۔

تیاری مکمل نہیں ہوسکتی تھی مثلاً پاسپورٹ وغیرہ بنوانا تھا) وہ بچی منصورہ بیگم کو اس لئے پسند آئی کہ تین گھنٹے کا جلسہ اور پانچ سال کی وہ لڑکی۔ منصورہ بیگم کہتی ہیں کہ وہ میرے قریب آ کر بیٹھ گئی اور تین گھنٹے تک خاموشی سے بیٹھی رہی۔ یہاں تک کہ اس نے اپنی ٹانگ بھی نہیں ہلائی اور جلسہ کی کاروائی کو بڑی توجہ سے سنتی رہی حالانکہ اسے کچھ سمجھ نہ آ رہا تھا۔ بچپن آخر اس کا بھی ہے صرف ہمارے بچوں کا بچپن تو نہیں ہوتا چنانچہ بچپن کی عمر نے بھی کوئی جوش نہیں دکھایا وہ ہلی تک نہیں بلکہ ساتھ بیٹھی ہوئی عورت نے اسے کہا بھی کہ تم تھک گئی ہوگی اپنی ٹانگوں کو ہلاؤ جلاؤ مگر اس نے سُنی اَن سُنی کر دی اور اسی طرح بیٹھی رہی۔

پس اس قسم کے بچے وہاں پیدا ہو رہے ہیں وہاں ہمارے سکولوں میں عجیب ڈسپلن ہے انہیں دیکھ کر رشک آتا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ زیادہ ڈسپلن اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے سکولوں میں پیدا ہوا ہے لیکن اس ڈسپلن کو قبول کرنے والے تو وہی افریقن ہی ہیں۔ وہ تعلیم میں بڑے اچھے جا رہے ہیں۔ مجھے بھی بعض موقعوں پر (یہ نہیں کہ میں نے ان میں کوئی نقص دیکھا) یہ بات کہنی پڑتی تھی کہ پیچھے نہ دیکھو۔ یہ درست ہے تم مظلوم ہو کئی سَو سال تمہیں یورپی اقوام نے لُوٹا تمہیں تعلیم نہیں دی۔ اس حقیقت سے کسی کو انکار نہیں لیکن پیچھے دیکھنے کی ضرورت نہیں اسلئے کہ اگر تعلیم کے اور مادی ترقیات کے اور روحانی ترقیات کے دروازے تم پر بند ہوتے اور تمہیں اپنے مستقبل کی طرف پیٹھ کرنی پڑتی تو تم پیچھے دیکھتے اور کُڑھتے، گالیاں دیتے اور بدلہ لینے کی سوچتے لیکن جب اللہ تعالیٰ نے علم کے میدان میں بھی اور مادی ترقیات کے میدان میں بھی اور روحانی ترقیات کے میدان میں بھی ہمارے لئے بزرگ شاہراہیں کھول دی ہیں تو اب آگے بڑھو سامنے کی طرف دیکھو پیچھے کیوں دیکھتے ہو؟ ویسے ان کے اندر آگے بڑھنے کی اہلیت پائی جاتی ہے۔ وہ بڑی سمجھدار قوم ہے وہ توجہ سے پڑھتے ہیں اور وقت کو ضائع نہیں کرتے۔ اس لئے وہ آگے بڑھ رہے ہیں۔ ایک نسل کے بعد دوسری نسل آتی ہے پتہ ہی نہیں ہوتا ایک صبح کو دنیا اُٹھ کر دیکھتی ہے کہ جس قوم کو لوگ پیچھے سمجھتے تھے وہ ان سے آگے نکل گئی ہے۔ جاپان کی تاریخ میں ایسا ہی ہوا یورپ سمجھتا تھا کہ کوئی ایشیائی ملک ان سے آگے نہیں نکل سکتا مگر ایک صبح کو انہیں یہ اقرار کرنا پڑا کہ جاپان ان سے آگے نکل گیا یا کم از کم ان کے برابر آ گیا ہے

(اعلان تو شاید برابر آنے کا کیا تھا کیونکہ اپنے سے آگے نکل جانے کا تو وہ مان نہیں سکتے تھے) اور یہ اسلئے کہ جو ایک اندرونی تبدیلی رونما ہوتی ہے، ایک نسل کے بعد دوسری نسل وہ مقام حاصل کر رہی ہوتی ہے تو کسی کو پتہ ہی نہیں لگتا۔ دنیا حیران رہ جاتی ہے۔

یہ جو افریقہ میں اگلی نسل پرورش پا رہی ہے جسے میں دیکھ کر آیا ہوں اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے اور صداقت ان پر کھولے اور دین و دنیا کی حسنات سے ان کو نوازے۔ وہ ایسے سعید فطرت ہیں کہ اگر ان کی صحیح تربیت کی جاسکے تو وہ دوسری قوموں سے آگے نکل جائینگے۔ روحانی لحاظ سے بھی وہ ہم سے آگے جاسکتے ہیں ہم نے کوئی Monopoly (اجارہ داری) تو نہیں کی ہوئی اللہ تعالیٰ سے۔ جو آدمی اس کی راہ میں زیادہ قربانیاں دے گا، جو اس سے زیادہ پیار کرے گا، جو دنیا کو چھوڑ کر اس کی طرف زیادہ توجہ کر رہا ہوگا اس سے وہ زیادہ پیار کریگا کیونکہ قرآن کریم میں جو اصول بیان ہوئے ہیں اس کے خلاف تو نہیں ہوسکتا۔

بہت سارے Digression (ڈائی گریشن) یعنی ادھر ادھر بھی میں گیا ہوں۔ حالات بھی بتائے تھے۔ جو بات میں نے آپ سے اس وقت کہی ہے وہ خلاصۃً یہ ہے کہ اسلام کی جنگ سوائے احمدیت کے کسی اور نے نہیں لڑنی اور جو اسلام کی جنگ لڑی جانی ہے اس کے بڑے محاذ ہیں (اور چھوٹے چھوٹے محاذ بھی ہیں کسی وقت ان پر بھی روشنی ڈالوں گا) ایک دہریت اور لادینیت کا محاذ اور دوسرا نام نہاد عیسائیت کا محاذ۔ نام نہاد میں نے اسلئے کہا ہے کہ عیسائیت اندر سے کھوکھلی ہوچکی ہے لیکن مادی لحاظ سے اور دنیوی طاقت کے لحاظ سے اس کا دنیا میں بڑا اثر و رسوخ ہے۔ ایک خلافِ فطرت کام کرنیوالا افسر اور لیڈر جو ہے جہاں عیسائیت کا مقابلہ ہوگا وہ عیسائیت کی مدد کر جائیگا حالانکہ اس کے سارے اعمال اور زندگی عیسائی نقطہ نگاہ سے بھی گند میں ملوث ہے۔ یہ جنگ جو ہم نے عیسائیت سے لڑنی ہے اس کا فیصلہ افریقہ میں ہوگا کیونکہ اگر آج ہم افریقہ سے عیسائیت کو نکال دیں تو پھر ان کے لئے یہ بڑا ہی مشکل ہے سپین یا جنوبی امریکہ میں اس طرح اکٹھے ہوجانا اور Counter attack (کاؤنٹر اٹیک) کے لئے جمع ہوجانا کہ جس میں انہیں کامیابی کی کوئی امید ہو۔

عیسائیت کے دلائل کے خلاف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اتنا زبردست

لٹریچر جمع کر دیا ہے کہ انسان کی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ ایک ایک چیز کو لیکر اس کے پرخچے اڑا دیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو انشاء اللہ نوجوانوں کے لئے ان کا ایک خلاصہ شائع کر دیا جائے گا جس میں صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیان فرمودہ دلائل ہوں گے۔ عیسائیت کے ایک مسئلہ کے متعلق میں کچھ کہنا چاہتا تھا اس کے متعلق اب مختصراً ہی کچھ کہوں گا کیونکہ دیر ہوگئی ہے اور یہ مسئلہ نجات ہے۔ عیسائیوں کے نزدیک نجات کا مفہوم یہ ہے (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو بیان کیا ہے میں اسے اپنے الفاظ میں مختصراً بیان کر رہا ہوں) کہ انسان گناہ اور نسیان کے مواخذہ سے بچ جائے اور بس، یعنی گناہ تو وہ کرتا رہے لیکن اسے سزا نہ ملا کرے یہ ان کے مسئلہ کفارہ سے استدلال ہوتا ہے۔ میں اس وقت اس کی تفصیل میں نہیں جا سکتا بہرحال عیسائی اس بات سے انکار نہیں کر سکتے کہ ان کے نزدیک نجات کے معنے یہ ہیں کہ ایک گناہگار بیشک گناہ کرتا رہے لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے مواخذہ نہیں ہوگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ دنیا میں بے شمار ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں کہ خواہ ان کا کوئی مذہب ہو یا نہ ہو وہ اس قسم کے موٹے موٹے گناہ کرتے ہی نہیں۔ کیا مجال ہے کہ وہ زنا کریں، چوری کریں یا ڈاکہ ڈالیں یا کسی کو قتل کریں مگر پھر بھی کوئی عقلمند شخص انہیں نجات یافتہ نہیں کہہ سکتا۔ صرف اسلئے کہ وہ چوری نہیں کرتے، صرف اسلئے کہ وہ زنا نہیں کرتے، صرف اسلئے کہ وہ ڈاکہ نہیں ڈالتے، صرف اس لئے کہ وہ قتل نہیں کرتے، صرف اسلئے کہ وہ لڑکیوں کو اغوا نہیں کرتے وہ نجات یافتہ نہیں کہلا سکتے۔ آپ نے فرمایا کہ نجات کا صحیح مفہوم ابدی خوشحالی اور دائمی مسرت ہے۔ یہ ابدی خوشحالی صرف اس وقت حاصل ہو سکتی ہے جب انسان کا اللہ تعالیٰ سے زندہ تعلق پیدا ہو جائے اور یہ زندہ تعلق پیدا نہیں ہو سکتا جب تک اللہ تعالیٰ کی معرفت اور شناخت حاصل نہ ہو کیونکہ جس شخص نے خدا تعالیٰ کی صفات کی شناخت ہی حاصل نہیں کی روحانیت میں اس کا اگلا قدم اٹھ ہی نہیں سکتا اور جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی صفات کی شناخت کر لی، وہ شناخت جو انسان کو سنکھیا کے زہر کی ہوتی ہے اگر کوئی شخص اس کے سامنے اسکی قاتل ڈوز لا کر رکھ دے تو اسے پتہ ہوتا ہے کہ اگر میں اسے کھاؤں گا تو مر جاؤں گا گویا سنکھیا کی اسے شناخت ہوگئی اور وہ اسے نہیں کھائے گا سوائے اس مجنون کے جسکی بات ہم

نہیں کر رہے یا جو خودکشی کر رہا ہے۔

پس آپ نے فرمایا کہ جتنی شناخت ایک شخص کو زہر یعنی سمّ ِقاتل کی ہوتی ہے اتنی شناخت بلکہ اس سے بڑھ کر شناخت اللہ تعالیٰ کی صفات کی ہونی چاہئے۔ جتنی شناخت ایک نہتے انسان کو شیر کی طاقت کی ہے اگر اسے پتہ لگے کہ اس راستے پر شیر دیکھا گیا ہے اور وہ ایک دو آدمیوں کو پہلے مار چکا ہے تو کوئی نہتا شخص وہاں سے کبھی نہیں گزرے گا۔ پس یہ شناخت ہی کا نتیجہ ہے کہ اسے ایک معرفت عطا ہوئی کہ یہ راستہ خطرناک ہے۔ جتنی شناخت کسی کو ایک زہریلے سانپ کے زہر کی ہے اگر اسے پتہ ہو کہ اس جگہ سانپ ہے تو وہ اس کے سوراخ میں کبھی اُنگلی نہیں ڈالے گا اگر اس قسم کی شناخت یا اس سے بڑھ کر شناخت اللہ تعالیٰ کی صفات کی ہے تو یہ ایک صحیح اور حقیقی اور کامل معرفت ہے لیکن اگر ایسی نہیں تو پھر ایک وہم ہے ایک دعویٰ بلا دلیل ہے۔ پس سچی خوشحالی اور دائمی مسرت کے حصول کیلئے اللہ تعالیٰ کی صفات کی معرفت ضروری ہے۔ جب ہر ایک کو اپنی بساط اور اپنی استعداد کے مطابق اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو جائے تو پھر اللہ تعالیٰ کی اس معرفت کے دو نتیجے نکلتے ہیں ایک تو چونکہ وہ نہایت عظمت اور جلال والی ذات ہے اس کی عظمت اور جلال کو دیکھ کر اور اس کے ساتھ ہی وہ بڑی حسین ذات ہے کیونکہ وہ سارے حسنوں کا منبع ہے اور سرچشمہ ہے ساری دنیا میں جہاں بھی حسن نظر آتا ہے وہ اسی کے حسن کا پرتو ہے اس کے حسن کا مشاہدہ کر کے اس کی شناخت پا کر یہ خوف پیدا ہوتا ہے یہ عظیم ہستی جس نے مجھے پیدا کیا اور قویٰ دیئے وہ کہیں مجھ سے خفا نہ ہو جائے۔ جس خوف کا ہم نام لیتے ہیں وہ یہی خوف ہے (سانپ والا خوف نہیں) یعنی یہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا خوف ہے۔

معرفت کے نتیجہ میں جو دوسری چیز پیدا ہوتی ہے وہ محبت ہے کیونکہ حُسن بھی نظر آیا اور احسان بھی۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ اے میرے بندو! مَیں تم پر بے شمار نعمتیں نازل کرتا ہوں۔ موسلا دھار بارش کے قطرے گنے جاسکتے ہیں لیکن میری نعمتیں نہیں گنی جاسکتیں پس جب انسان کو اللہ تعالیٰ کے حُسن واحسان کے جلوے نظر آجاتے ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ کی صحیح اور کامل اور حقیقی شناخت پالیتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے اس کا تعلق پیدا ہو جاتا ہے پھر وہ اس چیز

سے دور بھاگتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والی ہوتی ہے اور ہر اس چیز سے پیار کرتا ہے جس کے نتیجہ میں اسے اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل ہوتا ہے پھر وہ اللہ تعالیٰ کی طرف صحیح معنوں میں مائل ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی محبت کو حاصل کرتا ہے اس طرح اس کا اللہ تعالیٰ سے ایک زندہ تعلق قائم ہو جاتا ہے اور یہ نجات ہے اسی میں دائمی خوشحالی اور مسرت ہے۔

پس افریقہ میں لڑی جانے والی جنگ کو جیتنے کے لئے ہم پر بہت ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ اس سلسلہ میں بہت ساری باتیں مَیں پہلے بیان کر چکا ہوں مثلاً نصرت جہاں ریزروفنڈ قائم کیا گیا ہے ہمیں ڈاکٹروں کی ضرورت ہے ہمیں ٹیچرز کی ضرورت ہے ڈاکٹروں اور ٹیچروں کو رضا کارانہ طور پر خدمات پیش کرنے کی جو میں نے تحریک کی تھی اس سلسلہ میں شاید ایک بات رہ گئی تھی وہ یہ ہے کہ ہمیں ایسے ڈاکٹروں کی بھی ضرورت ہے جن کی بیویاں بھی ڈاکٹر ہوں اور ایسے ٹیچرز کی بھی ضرورت ہے جن کی بیویاں بھی وہاں کام کر سکیں یعنی وہ بھی بی۔اے، بی ایڈ یا بی۔ ایس سی، بی ایڈ ہوں کیونکہ وہاں بعض جگہیں ایسی بھی ہیں جہاں مسلمان لڑکی تعلیم میں بہت پیچھے ہے اور پردے میں غلو کر رہی ہے۔ اس لحاظ سے تو اچھا ہے کہ وہاں بے پردگی نہیں اور بے پردگی سے پردہ میں غلو اچھا ہے لیکن اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ وہاں کی مستورات علم سے (اور علم دراصل خدا تعالیٰ کی صفات کے جلوے ہیں اور ان سے وہ) محروم ہیں۔ ہماری طرف سے یہ کوشش ہو رہی ہے کہ ایسے علاقوں میں باپردہ پڑھائی کا انتظام کیا جائے تا کہ اگلی نسل کی بچیوں کو ہم علم کے نور سے منور کر سکیں۔ ہمیں بڑی دعائیں کرنی چاہئیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر تو کچھ ہو نہیں سکتا۔ جب اللہ تعالیٰ فضل کرے اور اپنے پیار کا جلوہ دکھائے تو دنیا کی کوئی طاقت اسے روک نہیں سکتی۔ میں وہاں پانچ ہیڈز آف دی سٹیٹس سے ملا ہوں۔ مَیں ایک غیر ملکی نہ میری ان سے جان نہ پہچان مگر انہوں نے مجھ سے بے حد پیار کیا۔ ان پانچ میں سے تین تو عیسائی تھے باقی دو غیر احمدی مسلمان تھے لیکن مجھ سے اس طرح ملتے تھے جیسے ان کا کوئی بزرگ ہو۔ مَیں دل میں حیران بھی ہوتا تھا اور الحمد للہ بھی پڑھتا تھا کہ میں تو بالکل عاجز اور ناکارہ انسان ہوں یہ خدا تعالیٰ کی شان ہے۔ ایک جگہ ایک آرچ بشپ نے شروع میں تھوڑی سی شوخی کی تھی (اس کی تفصیل بڑی لطیف ہے بعد میں کسی وقت بتاؤں گا) لیکن اللہ تعالیٰ

نے اس کے دماغ پر ایسا رُعب ڈالا کہ واپسی پر مصافحہ کرتے وقت اس طرح جھک گیا جس طرح اپنے بشپ کے سامنے جھُک رہا ہو۔ اس وقت بھی میرے دماغ میں یہی آیا کہ تثلیث توحید کے سامنے جھکی ہے یہ خیال نہیں پیدا ہوا کہ یہ شخص میرے سامنے جھکا ہے۔ میں تو ایک عاجز انسان ہوں میں نے اس سے اللہ تعالیٰ کی توحید کے موضوع پر باتیں کی تھیں جس سے وہ اتنا مرعوب ہوا کہ چلتے وقت اُسے جھکنا پڑا پس اللہ تعالیٰ تو بے حد فضل کرنے والا ہے۔ ہمیں یہ معلوم کرنا چاہئے کہ معرفت یعنی اللہ تعالیٰ کی قدرتیں کیا ہیں؟ احمدیت کی زندگی کی یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ بے حد رحم کرنے والا ہے وہ بڑا پیار کرنے والا اور اپنی بے شمار نعمتوں سے نوازنے والا ہے اگر ہم پھر بھی الحمدللہ نہ کہیں تو ہم بڑے ہی بدقسمت ہوں گے۔ پھر تو وہ آگے جائیں گے جو الحمدللہ کہنے والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھ عطا کرے اور ہماری نسلوں کی صحیح تربیت کی ہمیں توفیق دے اور ہمیں یہ بھی توفیق دے کہ ہم ہمیشہ سابقون میں رہیں کسی سے پیچھے نہ رہ جائیں۔ (آمین)

(روزنامہ الفضل ربوہ ۲۰؍اگست ۱۹۷۰ء صفحہ ۲ تا ۷)

❁❁❁